رجسٹرڈ ایل ۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عمہ خواص اور معاونین سے عنہ ہندوستان سے باہر ۷ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دو بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۵ | دار الامن و الامان قادیان ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء

اسلام کی موجودہ حالت خود بتا رہی ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی سلسلہ ایسا قائم کرے جو ان مشکلات سے نجات دے سکے زیرک اور دانشمند انسان کے لیے کیا یہ کافی نہیں ہے کہ جب زمین پر طیاری ہے تو آسمان پر کوئی طیاری نہ ہوگی؟ کیا مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنے میں کوئی کمی چھوڑی ہے۔ پادریوں کی طرف دیکھو کہ انھوں نے کسقدر زور لگایا ہے ان لوگوں کے ارادے ہیں اور ان کے نزدیک وہ امن جسکو یہ امن قرار دیتے ہیں اسوقت قائم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا استیصال ہو جاوے جو شخص قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ کا سچا نبی مانتا ہے اُسے سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا تھا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کیا وہ اسوقت ان بیجا حملوں کے دفاع اور فرو کرنے کے لیے اس صدی کے سر پر اپنی سنت قدیمہ کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا؟؟؟ اور پھر قرآن شریف میں جبکہ یہ صاف فرما دیا ہے کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ان تنگیوں کی جنمیں آج اسلام مبتلا ہے انتہا ہوتی؟ اور یسر کی حالت پیدا ہوتی؟؟ بے شک ضرور تھا چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ انپر غور کرنے سے ضروری طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ اس مصیبت اور تنگی کے وقت ضرور آسمان پر ایک سامان ہو چکا ہے۔ اور طیاری ہو رہی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اسلام اپنی اصلی حالت اور صورت میں نمایاں ہو اور ملل ہالکہ تباہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ کی سنت قدیم میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ ظاہر نہیں فرماتا جب تک اُسکا وقت نہ آ جائے مگر اسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ تخم ریزی ہو رہی ہے۔ اندرونی مصائب کو ہی دیکھو کہ وہ کیا رنگ لا رہے ہیں مسلمانوں میں وحدت نہیں رہی جو کامیابی کا اصل الاصول ہے خوارج۔ شیعہ الگ ہیں حنبلی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنفی الگ ہیں صوفیوں اور مشائخ میں الگ الگ تفرقہ شروع ہے۔ جیساکہ چشتی۔ نقشبندی سہروردی۔ قادری وغیرہ فرقوں سے معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک ان فرقہ والوں میں سے بجائے خود یہ خیال کرتا ہے اور کرتا ہوگا کہ اب ہمی کا فرقہ کامیاب ہوجائیگا اور باقی سب کا نام و نشان مٹ جائیگا حنفی کہتے ہوں گے کہ سب حنفی ہی ہو جاوینگے رافضیوں کے نزدیک ابھی رفض ہی کا زمانہ ہوگا۔ وجودی کہتے ہوں گے کہ سب وجودی ہی ہو جاوینگے۔ اصل میں یہ سب جھوٹے ہیں کیونکہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے استخراج کرکے تو نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اپنے ذاتی اور سطحی خیالات ہیں۔ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ارادہ تک نہیں پہنچا۔ خدا تعالےٰ

خدا کے ارادے وہی ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہیں جو ظلم اسوقت کتاب اللہ پر اندرونی یا بیرونی طور پر کیا گیا ہے جو **فرقہ** اس ظلم کا انتقام لینے والا اور کتاب اللہ کے جلال اور عظمت کو ظاہر کرنیوالا ہوگا وہی خدا سے تائید پائے گا اور اُسی کی کامیابی خدا کے حضور سے مقدر ہے جو اس ظلم کی اصلاح کرے گا۔ خواہ اس فرقہ کا کوئی نام ہو۔ اگر وہ فرقہ دین کے لئے غیرت رکھتا اور کتاب اللہ کی عزت کے لئے اپنے ننگ و نام کو کھوتا ہے تو اسوقت تک لذت اور بصیرت کے ساتھ خود بخود روشن ہو جائے گا کہ یہی خدا تعالےٰ سے مدد یافتہ ہے جو کچھ اس زمانہ میں پھیلا ہوا ہے اس کی بابت کچھ نہ پوچھیے بہت سے چور اور ڈاکو ملک نقب زنی کر رہے ہیں اور ایک خطرناک سازش اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کی خلاف کی جاتی ہے مگر یہاں کچھ فکر ہی نہیں اندرونی مفاسد نے مخالفوں کو موقعہ دیدیا ہے کہ وہ متاع اسلام کے لوٹ لینے میں دلیر ہو جائیں۔ میری رائے میں اندرونی مفاسد میں سے بہت کچھ حصہ تو **علما** کے باعث سے پیدا ہوا ہے اور کچھ حصہ اُن لوگوں کی غلطیوں کا ہے جو اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں اور انھوں نے نری خشک لفاظیوں کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے اور ذرا بھی آگے نہیں بڑھتے انھوں نے فیصلہ کر رکھا ہے جیسا عیسائیوں یا اور باطل پرستوں نے مان رکھا ہے کہ خدا کی طاقتیں پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے نہیں ہیں گویا جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ نرے قصے اور کہانیاں ہی ہیں جن میں حقیقت کی روح اور زندگی کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ انھوں نے اسلام کا یہ مغز اور خلاصہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ صرف قصوں کی پیروی کرو اور کچھ نہیں۔ جسقدر یہ ظلم اسلام پر کیا گیا ہے کم کی نظیر اپنے رنگ میں بہت ہی کم ملے گی کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا اور ہے جو ہر زمانہ میں **زندہ مذہب** کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نشانات مردہ مذاہب کی طرح پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ اس کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ مگر ان خشک موحدوں نے اسکو بھی مردہ مذاہب کے ساتھ ملانے کی کوشش کی جبکہ اس کے انوار و برکات کو ایک وقت خاص تک محدود کر دیا۔ ابتدا میں جب اس فرقہ نے سر نکالا تو بعض طبیعت رسا والے بھی ان کے پاس آتے تھے مگر یہ کسی کو خیال پیدا نہ ہوا کہ ان کا تفصیلاً تو پڑتال کر کے دیکھیے کہ ان کے پاس ہے کیا؟ جب خوب غور اور فکر سے انکی تلاشی لی گئی۔ تو آخر یہی نکلا۔ کہ ان کے پاس بجز رفع یدین یا آمین بالجہر یا سینہ پر ہاتھ باندھنے کے اور ایسی ہی چند جزئی باتوں کے اور کچھ نہیں اور وہ اسی پر زور دیتے رہے کہ مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے قطع نظر اس کے کہ اُس کے معانی پر اطلاع ہو یا نہ ہو۔ محمد حسین قریباً بیس برس تک اپنے رسائل میں انھیں مسائل پر زور دیتا رہا لیکن آخر ماحصل یہی نکلا کہ اس پر گوئی میں کوئی روحانیت نہیں ہے۔

میری رائے میں **آئمہ اربعہ** ایک برکت کا نشان تھے اور انہیں روحانیت تھی کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور ان کے دل کلاب الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے

یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے خوارق کا صدور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے تقویٰ ایک ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا سکتا ہے کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود

اسی نہ رہے۔ اور صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہو جاوے اصل میں یہی توحید اور یہی وحدت وجود تھی جس میں لوگوں نے غلطیاں کھا کر کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ یہ کیا دین اور تقویٰ ہے کہ ایک ضعیف انسان اور بیچارہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے اس سے بڑھ کر کیا گستاخی اور شوخی ہو سکتی ہے کہ انسان خدا بنے اور خدا کے بھید اور اسرار کا جاننے کا مدعی ہو۔ وجودیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ڈاکٹر انسان کی تشریح کرتا ہے اور اس کے دل و گردہ و جگر کے بھید معلوم کرتا ہے اسی طرح پیر وجودی نے خدا کا بھید معلوم کر لینے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ نری غلطی اور گستاخی ہے یہ لوگ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت سے ڈرنے والے ہوتے اور ان کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو اُن کے لیے صرف

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ

ہی کافی تھا۔ اور لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ہی بس تھا مگر جو شخص خدا کے وجود میں آگے سے آگے ہی چلا جاوے تو حیا اس کا نام نہیں ہے۔ وجودی مذہب والوں نے کیا بنایا* ؟ انھوں نے کیا معلوم کیا جو ہم کو معلوم نہ تھا ؟ بنی نوع کو انھوں نے کیا فائدہ پہونچایا ؟ ان ساری باتوں کا جواب نفی میں دینا پڑے گا۔

* **نوٹ** بناتے تو کیا خاک اُلٹے خدا بنے پڑ گئے کیا اچھا ہوتا کہ اگر یہ وجودی بجائے وحدۃ وجود کے کثرت وجود کا عقیدہ رکھتے اور خدا بننے کی کوشش نہ کرتے بلکہ مسیح بننے کی کوشش کرتے تاکہ یہ شرک عظیم جو دنیا میں پھیل رہا ہے کچھ تو گھٹتا اور یہ کروڑ ہا لوگ جو نہیں جرات و جرأت دن رات المسیح پکارتے ہیں کبھی تو آنکھ کھلتی کہ دنیا میں کتنے مسیح ہو چکے اور ہیں اور ہوں گے اور قرآن کریم نے اس خبط عظیم کے توڑنے کے لیے مسیح ابن مریم کا دروازہ کھول دیا ہے چنانچہ سورہ تحریم کی آخر کی آیات بوضاحت تمام کہہ رہی ہیں کہ پہلے زمانہ میں ایک ہی مسیح تھا مگر رسول اللہ صلعم

اگر کوئی ضد اور ہٹ سے کام نہ لے تو ذرا بتائے تو سہی کہ خدا تو محبت اور اطاعت کی راہ بتاتا ہے چنانچہ خود قرآن شریف میں اُس نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ۔ پھر کیا دنیا میں کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کی محبت میں فنا ہو کر خود باپ بن جاوے باپ کی محبت میں فنا تو ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ باپ ہی ہو جاوے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ فنا نظری ایک ایسی شے ہے جو محبت سے ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن ایسی فنا جو درحقیقت بہانہ فنا کا ہو اور ایک جدید وجود کے پیدا کرنے کا باعث ہو کہ میں ہی ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جن لوگوں میں تقویٰ اور ادب ہے اور جنھوں نے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر قدم مارا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ وجودی نے جو قدم مارا ہے وہ حد ادب سے بڑھ کر ہے بیسیوں کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی وجودی اثبات کا جواب دے سکتا ہے کہ **واقعی وجودی میں خدا ہے۔** یا تصور ہے؟ اگر خدا ہی ہے تو کیا یہ ضعف اور یہ کمزوریاں جو ہمیشہ دامنگیر حال رہتی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں ذرا بچہ یا بیوی بیمار ہو جاوے تو کچھ نہیں بنتا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے؟ مگر خدا تعالیٰ چاہے تو شفا دے سکتا ہے۔ حالانکہ وجودی کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے بعض وقت مالی ضعف اور افلاس ستاتا ہے بعض وقت گناہ اور فسق و فجور پر دلیری اور بے شوقی کا موجب ہو جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے شامل حال بھی یہ امور ہوتے ہیں؟ اگر خدا ہے تو پھر اس کے سارے کام کن فیکون سے ہونے چاہییں حالانکہ یہ قدم قدم پر عاجز اور محتاج ہو کر ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتا ہے ہنوز وجودی کی حالت پر کہ **خدا بھی بنا پھر اس سے کچھ نہ ہوا۔**

پھر عجیب تر یہ ہے کہ یہ خدائی اسکو دوزخ سے نہیں بچا سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

پس جب کوئی گناہ کیا تو اُس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے جہنم میں جانا پڑا اور ساری خدائی باطل ہو گئی وجودی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔ جبکہ وہاں بھی انسانیت کے مجسم بنے رہے تو پھر ایسی فضول بات کی حاجت ہی کیا ہے جس کا کوئی نتیجہ اور اثر ظاہر نہ ہوا۔؟

غرض یہ لوگ بڑے بیباک اور دلیر ہوتے ہیں اور چونکہ اس فرقہ کا نتیجہ اباحت اور بے قیدی ہے اس لیے یہ فرقہ بڑھتا جاتا ہے۔ لاہور جالندھر اور ہوشیارپور اضلاع میں اس فرقہ نے اپنا زہر بہت پھیلایا ہے۔ غور کر کے اس کے نتائج پر نظر کرو بجز اباحت کے اور کچھ معلوم نہیں دیتا یہ لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں اور ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ خدا سے ڈرنا جس پر نجات کا مدار اور اعمال کا انحصار ہے وہ ان میں نہیں ہے بعض بالکل دہریوں کے رنگ میں ہیں۔

غرض میں سچ کہتا ہوں کہ یہ فتنہ بھی منجملہ ان فتنوں کے جو اسوقت پھیلے ہوئے ہیں ایک سخت فتنہ ہے جس نے فسق و فجور کا دریا چلا دیا ہے اور اباحت اور دہریت کے دروازوں کو کھول دیا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسوقت زندہ ہوتے تو وہ ان کو دیکھ کر حیران ہوتے کہ یہ اسلام کہاں سے آیا۔ انسان کو کسی حالت میں مناسب نہیں ہے کہ وہ انسانیت کی حدود کو توڑ کر آگے نکل جاوے۔

کیا سچ کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

غرض یہ فرقہ دق کی طرح ہے ایک شخص الٰہ آباد میں تھا اس نے مجھ سے خط و کتابت کی ایک دو مرتبہ کے خطوط کی آمد و رفت کے بعد وہ گالیوں اور بدزبانیوں پر اتر آیا۔ ان لوگوں میں تزکیہ نفس تو بڑی بات ہے عام اخلاقی حالت بھی اچھی نہیں ہوتی۔

اصل یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ اور تزکیہ نفس کا مدار ہے تقویٰ اور خدا کا خوف جو بدقسمتی سے ان لوگوں میں نہیں ہوتا۔۔ کیونکہ وہ تو خود خدا بنے ہوئے ہوتے ہیں پس جب وہ انسانیت چھوڑ کر خدا بن گئے اور یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ وہ خدا تو بن سکتے ہی نہیں پھر باقی یہی رہا کہ انسانیت چھوڑ کر شیطان بن گئے۔ اس لیے وہ بہت جلد برافروختہ ہو جاتے ہیں اور جہانتک ان لوگوں کے حالات کی تحقیق کرو گے انہیں اسلام کی پابندی ہرگز نہ نکلے گی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں ہوتی اس لیے کہ خشیت الٰہی نہیں ہوتی اور ہیبت اُٹھ جاتی ہے آخرکار دہریوں کے ساتھ نشست و برخاست شروع کرتے ہیں اور حدود اللہ کو توڑ کر بے قید ہو جاتے ہیں غرض یہ بڑا ہی خطرناک زہر ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جنسے جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے یا ان کے اقوال کو فرقہ فنا اور وحدۃ وجود کے لیے حجت پکڑتا ہے جیسے سبحانی ما اعظم شانی اور ما فی جبتی یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اول تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اُن کے مُنہ سے ایسے الفاظ نکلے بھی ہیں یا نہیں لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انھوں نے ایسے الفاظ بیان فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں یہ کہہ سکتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

باقی آئندہ

ان شاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سچی گواہی کا ایک اشتہار
اور علماء دیانت شعار سے استفسار

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ظل رحمانی کے دعوے مسیح موعود کی نسبت ان دنوں میں دو گروہ ہو رہے ہیں۔

(۱) ایک تو وہ گروہ ہے جنھوں نے سنت اللہ کے موافق آپ کے دعوے کی نسبت نبوت دیکھکر اور کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی شہادت پاکر اور آسمانی نشانوں اور ربانی تائیدوں کو بکثرت مشاہدہ کرکے اور صدی کا سر دیکھکر اور مفاسد عظیمہ موجودہ زمانہ حال کے مقابل ایسے ایک بزرگ مصلح کی ضرورت محسوس کرکے اور سچے مومنوں کی طرح تقویٰ سے کام لیکر حضرت ممدوح کے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔

(۲) دوسرا وہ گروہ ہے جو بخل اور تعصب اور جہالت نے اس نعمت کے قبول کرنے سے ان کو محروم رکھا ہے جسکی حالت ہیں اسقدر چمکتے ہوئے ثبوتوں سے انھیں انکار ہے تو اب درحقیقت ان کے آگے کوئی اور دلیل پیش کرنا بے فائدہ ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دعوی تقوی اور خدا ترسی کے نسبت جسقدر ان کے پوشیدہ حالات تھے آج سب کھل گئے اور اب دوبارہ ان کو کوئی بات یاد دلانا درحقیقت اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے مگر پھر بھی ایک طاقت ہمدردی بنی نوع جو فطرۃ انسان میں ودیعت ہے وہ نہیں چھوڑتی اور ہر ایک موقعہ پر جو کوئی بات ثابت ہوتی ہے وہ پیش کرنی پڑتی ہے خواہ اسکو کوئی قبول کرے یا نہ کرے سو اس خیال سے آج میں پھر ایک ایسی سرگزشت بطور شہادت پیش کرتا ہوں جو ایک خدا ترس کے لیے قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے محض فضل اور موہبت کے طور سے یہ انعام ملا ہوا ہے کہ میں ہر روز بلا ناغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم رویا میں زیارت کرتا ہوں اور آج کی تاریخ تک جو ۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء ہے **۶۳۷** چھ سو سینتیس مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے جس کا میں نے کتاب کے طور پر ایک روزنامچہ بنا یا ہوا ہے۔ ان تمام رویاء صالحہ میں جنکی کئی سو مرتبہ تک نوبت پہونچ گئی ہے بار بار بلکہ صدہا بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یقین دلایا ہے کہ مرزا غلام احمد درحقیقت مسیح موعود ہے اور یہ وہی موعود ہے جن کی آخر زمانہ میں آنے کی بشارت دی گئی تھی جو شخص انکو چھوڑتا ہے وہ سچائی کو چھوڑتا ہے اور ان کے انکار کرنے والوں کا انجام انھیں لوگوں کے انجام کی مانند ہے جنھوں نے خدا کے مرسلوں اور نبیوں کا انکار کیا ہے۔ اس رویا کے سلسلہ کے ساتھ مجھے الہام بھی ہوتے ہیں جن کی ہزارہا تک نوبت پہونچی ہے۔ اگر یہ دو چار دفعہ کی بات ہوتی تو مخالف علماء کو اس بات کے کہنے کی گنجایش تھی کہ ان کے عقیدہ کے موافق رویا اور الہام ظنی ہے کیونکہ ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ کی بات میں غلطی کا امکان ہے لیکن چونکہ صدہا دفعہ تک نوبت پہونچ چکی ہے اس لیے اس کو ایک ایسا تواتر حاصل ہوگیا ہے جس سے انکار کرنا تقویٰ سے بعید ہے دنیا کے سلسلہ کا تمام مدار نیک ظنی پر ہے اور مومن کی نسبت نیک ظنی کرنا ایک خاص حکم ہے اور اس موقعہ پر جو شخص خاندان نبوت میں سے ہو وہ اور بھی حق رکھتا ہے جو اس کی نسبت نیک ظنی کی جائے کیونکہ طینت پاک کے خمیر میں سے ہے اور پاک خون کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے اور پھر جو شخص ایسے واقعات کو حلفاً بیان کرے وہ اور بھی اس لائق ہو جاتا ہے کہ اسکے بیان کو عزت اور اعتبار سے دیکھا جائے سو صاحبو میں مسلمان ہوں اور پھر قوم کا سید اور خاندان نبوت میں سے ہوں اللہ بایں ہمہ خدا تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہو کر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں نے صدہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا ہے اور آنجناب نے بار بار بلکہ سینکڑوں دفعہ مجھکو مخاطب کرکے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ مسیح موعود ہوں اس دعوی میں وہ سچا ہے اور وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور اس کے منکر بڑی غلطی کر رہے ہیں اور محل مواخذہ میں ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ تمام سعادت ان کے قبول کرنے میں ہے اور تمام شقاوت ان کے رد کرنے میں ہے۔ اب صاحبو بتاؤ کہ ان متواتر شہادتوں کو میں کیونکر قبول نہ کروں اور کونسی حجت شرعی ہے کہ ان کے قبول کرنے سے مجھکو روک سکے۔ میں یہ بھی حلفاً کہتا ہوں کہ اس تواتر نے اور صدہا مرتبہ کی رویت نے میرے پر یہ امر یقینی کر دیا ہے اور اب یہ میرے لیے بدیہی ہے جیساکہ آفتاب۔ اب یہ اوباشانہ طرز ہوگا نہ تقوی کا کہ کوئی شخص اسقدر تواتر کا انکار کرے اور اسکو ان واقعات ظنیہ کا ہم وزن سمجھے جن کی نسبت ایک دفعہ کوئی خواب یا الہام ہو میں قبول کرتا ہوں کہ ایسے الہامی اخبار میں جو ایک دو دفعہ معلوم ہوں کوئی امر مشتبہ رہ جائے اور میں قبول کرتا ہوں کہ ایک دو مرتبہ کی رویا اگر کسی غلط تاویل کی وجہ سے صحیح نہ نکلے تو ممکن ہے اور کسی اس کی عذر خواہ ہے لیکن میں قبول نہیں کر سکتا کہ جن امور کی سچائی کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا مرتبہ رویا میں شہادت دی ہو اور مسلسل طور پر ایک زمانہ دراز تک اس قسم کی رویا اور الہامات بارش کیطرح برستے رہے ہوں وہ سب باطل ہوں ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا اور نہ کبھی ہوا اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے اور وہ طبیعت ناپاک ہے اور وہ دل لعنتی ہے جس کے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی یہ عزت ہے کہ صدہا مرتبہ کی زیارت کا حوالہ دیا جاتا ہے تب بھی وہ شیطانی توہمات میں اسکو داخل سمجھتا ہے۔

صاحبو کیا میرے مقابل پر آپ کے پاس کسی ایسے شخص کی کوئی نظیر بھی ہے جس نے میری طرح نعوذ باللہ صد ہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ نعوذ باللہ اما منا **حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی** کاذب اور دجال اور بے ایمان ہے اگر کوئی آپ کے پاس ایسی نظیر ہے تو فیصلہ بہت سہل ہے کہ ایک جلسہ میں وہ شخص بھی میرے مقابل پر ایسی قسم کھا کر اور اپنے بیان کو موکد بحلف کرکے دکھلاوے

مصرعہ

تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز ممکن نہ ہوگا اور ایسا شخص مشرق اور مغرب میں آپ کو نہیں ملے گا یہ سچ ہے کہ رویا میں شیطانی وساوس بھی ہوتے ہیں مگر میں قبول نہیں کرسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا کو دوسری رویا سے مساوات ہے اور پھر جب کہ اس رویا میں تواتر بھی ہے تو اس تواتر کو رد کر دینا کسی ملعون دل کا کام ہے نہ مسلمان کا گو وساوس کی آمیزش رویا میں ہوسکتی ہے لیکن کثرت رویا سے یہ شبہ صاف ہو جاتا ہے شیطانی سلسلہ لمبا نہیں ہوسکتا۔ شیطان جلد تر تھک جاتا ہے اور اپنے حیلوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے لیکن وہ پاک رویا اور پاک کشف جو کثرت سے ہوتے ہیں اور تواتر تک پہنچے ہیں اور کسی وقت اپنے سلسلہ کو ختم نہیں کرتے اور نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ اور ہزارہا دفعہ بے "خان" نور کی طرح ظاہر ہو کر صاحب رویا کو تسلی اور سکینت اور اطمینان بخشتے ہیں وہ ضرور سچے ہوتے ہیں جو شہادت تواتر سے ملتی ہے وہ بلاشبہ یقینی ہوتی ہے اور میں اس رویا میں اکیلا بھی نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں اور نیز خارج سلسلہ میں ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے بذریعہ رویا ہی تصدیق کی ہے جیسا کہ **گلاب شاہ** نے ضلع لودھیانہ میں ہمارے حضرت اقدس کے دعوے سے تیس برس پہلے میاں **کریم بخش** جمال پوری

کے روبرو گواہی دی تھی کہ **مسیح موعود قادیان** میں پیدا ہوگیا ہے اس کا نام

غلام احمد

ہے وہ لودھیانہ میں بھی آئے گا سو توی لوگ اس کا سخت انکار کریں گے انکار تو بہت ہوگا مگر درحقیقت

مسیح موعود

وہی ہے اور

عیسیٰ نبی فوت ہوچکا ہے

غور کے لائق ہے کہ یہ کس قدر مرتبہ کی گواہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے سے

تیس برس پہلے کی ہے

ایسا ہی

پیر صاحب العلم

جس کا ایک لاکھ مرید ہے ہزارہا انسانوں کے روبرو یہی گواہی دے کر مر گئے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے ہے اور سچا ہے۔ اب اے مولوی صاحبان میری نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا میرے لیے ضروری نہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ کی گواہی کو قبول کروں اگر آپ لوگ چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ جھوٹ پر انسان کبھی اس قدر اصرار نہیں کرسکتا جس قدر میں کر رہا ہوں کیا میں اس پیرانہ سالی میں کہ ساٹھ سال کے قریب پہنچا ہوں اور مدت سے امراض خطرناک دامن گیر ہیں ہر روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہوں اور کیا میں ایک لعنتی زندگی کی اس کمی سے بیخوف اور گستاخ ہوں جو جھوٹ پر سخت اصرار کرنے سے اور بالخصوص حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے سے ایک دروغگو کی جان اور آبرو اور اہل و عیال پر گر سکتی ہے اور کیا مسلمانوں میں اس کی کوئی نظیر ہے کہ کوئی اپنی موت کو اس حالت پیرانہ سالی اور ہجوم امراض اعراض میں فراموش کرکے ہر روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا کرے میں تو جانتا ہوں کہ اس قدر بدظنی میں بڑھا ہوا خیال انہیں لوگوں کے منہ سے نکل سکتا ہے جن کی طینت میں خبث اور فطرت میں بدگوہری ہے دروغگو ایک حد پر آکر تھک جاتا ہے

فتفکروا و تذکروا و تدبروا و تو جروا۔

المشتہر سید امیر علی شاہ

ساکن سیدا نوالی ضلع سیالکوٹ

حال وارد قادیان ضلع گورداسپور

۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

کیا آدمی بغیر ہوا کے زندہ رہ سکتے ہیں

ایک عالم و فاضل برٹش سائنسدان کی رائے ہے کہ آیندہ پانچ صدیوں میں آکسیجن ہوا کی مقدار بالکل ختم ہو جائیگی جس پر انسانی زندگی کا بہت بڑا مدار ہے۔ علاوہ اسکو عام سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ہوائی کرہ میں آکسیجن کی مقدار ہر روز گھٹتی جاتی ہے۔ ہر ایک برتن اور ہر ایک دیاسلائی جو جلائی جاتی ہے۔ وہ لیمپ والی ہوا کی ایک بڑی مقدار جذب کرتی ہے۔ اس طرح آکسیجن کم ہونے کے ساتھ ساتھ موسم گرما کی تیزی بڑھتی جائیگی اور رطوبت کیس لویہ ہوا میں پرواز کر جائیگی بخار زمین سے اٹھکر آفتاب کو ڈھانپ لیا کرینگے پودے تر صیگے پھول دنگو اور درخت رات کو نشو و نما پائیں گے۔ نباتات پھر ہوا کو صاف کرینگی اور فسردہ حیوان تنگی میں تازہ روح پھونکی جائیگی۔ مگر یہ صدیوں کے بعد انقلاب ہوگا۔ آکسیجن کی کمی کے باعث لوگوں کو بہت بھاری تکلیف ہوگی اور سانس کو بڑھانیکیو اسطے دیوانہ وار کوشش کرینگے۔ لوگوں کی طاقتوں پر اسکا بہت بھاری اثر پڑیگا کیونکہ جسمانی محنت مشقت کرنے میں آکسیجن کا بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے بڑے بڑے ریگ بود سمندر کو ہوا میں تبدیل کرکے اٹھا دینگے اور سمندروں کی تہ کار و نیز اُن لوگوں کے ہجوم رہینگے جہاں کی پانیوں کو سانس میں تبدیل کرنیکی کوشش کرینگے۔ لوگ پشت بہ پشت نحیف الاعضا ہوتے جاوینگے حتی کہ موت سے تسکین ہوگی ہماقت کا غرور ترقی بجائے صنعت اور تعلیم کی دنیاوی فکر کو بجائیں کوئی پیشرفت جائیگی۔ بڑی بڑی مچھلیاں سطح آب پر تیرتی و رینگتی ہوئی دلدلوں میں پھیلینگے اور تمام اونا حصہ کی حیوان انسانوں کے مرنے سے پہلے ہی پھیلینگے سخت مزاج انسانی نسل کو زیادہ عرصہ تک زندہ رہینگی مگر آخری انسان ہر بنارہ کی زبان ایکدوسرے کو پہچان نہ سکینگے اور دھیمی قدموں کے ساتھ ٹوٹتے

ڈائری

حضرت امام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

× ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء

× **سید عبد اللہ صاحب عرب** نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں اُن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔

فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور اُن کو تبلیغ نہیں ہوئی۔

فرمایا اُن کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم **شیعہ** ہے۔

فرمایا تم خدا کے بنو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اُس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے ×

فرمایا آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں **عیسائی** کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا۔ **برہمو** کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائیگا اور **آریہ** کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آجائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں خدا تعالیٰ ان میں کسی کے ساتھ نہیں اب دنیا میں **اسلام** کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔

فرمایا جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا طریقہ ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں تب وہ بات حل ہو جاتی ہے۔

فرمایا افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ جیساکہ دنیا دار اپنی دنیا داری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا اُس کا ایک دیوان ہے اُس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا ع

صبا شرمندہ میگردد بروئے گل نگہ کردن

مگر دوسرا مصرعہ اُسکو نہ آیا۔ دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اسکو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اُٹھ کھڑا ہوا تو بزاز ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بیفائدہ تکلیف دی۔ اس پر اُسکو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا اور اپنا شعر اسطرح سے پورا کیا۔ شعر

صبا شرمندہ می گردد بروئے گل نگہ کردن
کہ رخت غنچہ را واکرد و نتوانست تہ کردن

جسقدر محنت اُس نے ایک مصرعہ کے لیے اُٹھائی اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لیے نہیں اُٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اُس سے بے خبر ہیں۔

جو خبر امیر کابل کی سلطان المعظم کو ایک مطلا ومرصع قرآن شریف بھیجنے اور سلطان المعظم کے بیس لاکھ روپیہ عطیہ اور پھر امیر صاحب کا اسکو حجاز ریلوے میں دینے کے متعلق لاہور کے انگریزی اخبار سے نقل ہوکر اردو اخبارات نے شائع کی تھی وہ آخر ایک گپ ثابت ہوئی۔ کابل میں جب ان خبروں کا خلاصہ امیر صاحب کے سامنے پیش ہوا تو وہ اپنی ہنسی کو روک نہ سکے۔

مختصر نوٹ اور نکات

دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی۔ فلسفی۔ یا ہیئت والوں کی طرف سے اسلام پر کیے جاتے ہیں اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے یا اُن کا جواب دینے کے واسطے اسلام اور آسمانی نور کو عاجز سمجھکر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مجیب قرآن مجید کے مقاصد اور مطالب سے دور جا پڑتے ہیں اور ایک چھپا ہوا الحاد کا پردہ اپنے دل پر ڈال لیتے ہیں جو ایک وقت آکر اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل نہ کرے دہریت کا لباس پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیدیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس آج کل کے مغربی زہروں کے بچنے کے لیے قرآن کریم بجائے خود ہی ایک تریاق ہے جو دعا۔ تقویٰ اور مجاہدہ اور کسی پاک صحبت میں رہنے سے حاصل ہوتا ہے اس ہتھیار کو لے کر اگر میدان میں نکلو گے تو یقیناً فتح تمہارے شامل حال ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہمیں یہ ملتی ہے کہ جب یہ مسلم بات ہے کہ انسان کی گفتگو اگر سچے دل سے نہ ہو اور عملی اور قدسی قوت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اور جسقدر سچائی کا نور اور عملی اور قدسی قوت کا اُس میں زور ہوگا اسی قدر وہ موثر اور نتیجہ خیز ہوگی اب جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی ہے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ہے۔ آپ پورے معنوں میں کامیاب اور بامراد اُٹھے ہیں بالمقابل مسیح علیہ السلام کی جسقدر ناکامیاں انجیل سے ثابت ہوتی ہیں وہ مسیح کو خدا تو درکنار

نبی ثابت کرنے کے لیے بھی کافی نہیں پھر عیسائی کس منہ سے مسیح کا مقابلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں

پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے ایک طبعی دوسرے غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جب انسان پر نقص فی الخلق کا زمانہ واقعی آجاتا ہے جبکہ سیاھنا یکے بعد دیگرے اپنے کام سے عاری اور قریب بہ تعطل ہو جاتے ہیں اور غیر طبعی وہ ہے کہ جب انسان امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے تو وہ انسان کو کمزور کرکے قبل از وقت پیرانہ سالی کا نمونہ بنا دیں اسی طرح پر اگر انسان اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو قسم قسم کی بداخلاقیاں اس کی روحانیت کو یوماً فیوماً کمزور کرتی چلی جاتی ہیں یہانتک کہ ہلاک کر ڈالتی ہیں۔

یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ ہر مرض کی دوا ضرور ہے لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے پھر ہلاکت ہی نتیجہ ہوگا۔ اس لیے مومن کو کبھی سست نہیں ہونا چاہیے ایسے مجاہدہ اور دعا سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسھم یعنی خدا تعالے کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلالے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لا تبدیل سنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

توبہ حصول اخلاق کے لیے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے یاد رکھنا چاہیے کہ توبہ کی تکمیل کے لیے تین شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اول اقلاع یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کرے جو خصائل ردیہ کے موجب ہیں۔ چونکہ ہر فعل عمل میں آنے سے پیشتر ایک تصوری صورت رکھتا ہے اس لیے پہلی شرط یہی ہے کہ ان خیالات فاسدہ اور تصورات بد کو چھوڑ دے۔

(۲) دوسری شرط **ندامت** ہے یعنی گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ **عزم** ہو یعنی آیندہ کے لیے ارادہ کرلے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق دے گا۔ یہانتک کہ سیئات کی جگہ حسنات لے لیں گی۔ ہر ایک جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور توبہ کرے اسے چاہیے کہ ان شرائط کو مدنظر رکھے

قوم کو قوم بنانے کے واسطے شہر ویلوں اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں ہوتے بلکہ ضرورت ہوتی ہے ان لوگوں کی جو تبدیل اخلاق پر قدرت رکھتے ہوں کیونکہ حقیقی قوت اور دلیری یہی ہے کہ انسان تبدیل اخلاق کر سکے اور خصائل ردیہ پر فتح پا سکے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا پڑھ لینا اور اپنے خیال میں بعض نیکیاں کرلینی ہی تمام مدارج سعادت کے حصول کا موجب ہیں اور صادقین کی صحبت کی چنداں ضرورت نہیں ہم کہتے ہیں کہ ایسا خیال قرآن کریم کی تعلیم صریح کے مخالف ہے کیونکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کونوا مع الصادقین صادق وہ ہوتا ہے جو صدق کو علیٰ وجہ البصیرۃ شناخت کرے اور پھر اسپر دل وجان سے قائم ہو اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں ہے کہ سماوی تائیدات شامل حال ہوکر اعلیٰ مرتبہ یقین کا حاصل ہو۔ ان معنوں کے لحاظ سے کامل صادق انبیاء اور اولیاء محدث ہوتے ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑتی ہے اور جو خدا تعالے کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

اس حکم سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کوئی زمانہ صادق کے وجود سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دوامی ہے جو دوام وجود صادق کو مستلزم ہے۔

یہ زمانہ (جس میں ہم ہیں) وجود صادق سے اس آیت کے اشارہ کے موافق خالی نہیں اور ہرگز نہیں۔ چنانچہ خدا تعالے نے اپنے برگزیدہ اور فرستادہ بندہ کو

مسیح موعود

کے نام سے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ حق کے طلبگاروں کو **نجات** کی راہ سے آگاہ کرے اور اپنے وجود سے خدا تعالے کی ہستی پر اطلاع بخشے اور اپنی نفوس قدسیہ سے ایک خارق عادت تبدیلی کر دکھائے۔

نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک بدظنی کے غالب وجوہ پیدا نہ ہوں اسوقت تک اس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا طبعی خاصہ ہونا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص بلا وجہ معقول اس قوت کو چھوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑتا ہے تو ایسے انسان کو مجنون یا مسلوب الحواس کہنا پڑے گا۔

جبکہ یہ بات سچی ہے تو پھر ہمارے مخالف ہمیں بتائیں کہ باوجودیکہ اس فطرتی قوت کا منشا بھی حسن ظن ہی ہونا چاہیے تھا اور قرآن شریف کے حکم کے موافق بھی حسن ظن ہی ضروری تھا پھر ان کی عقل پر یہ پتھر کیا پڑے کہ انھوں نے خدا کے مامور اور برگزیدہ کی آواز سنتے ہی لست مؤمنا کہنا شروع کر دیا۔ اگر ان کی دانش و فراست میں فرق نہیں؟ اگر ان کی قوت حسن ظن انکی اپنی ہی کرتوتوں سے ضائع اور زائل نہیں ہوچکی؟ تو چاہیے تھا کہ وہ اپنی زبانوں اور قلموں کو روکتے اور صبر اور خدا ترسی سے اس کی باتوں کو سنتے اور اس کے انجام کا انتظار کرتے چونکہ انھوں نے ایسا نہیں کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے فطرتی قوی جن میں نیکیوں کی قوت ودیعت رکھی گئی تھی مردہ ہوچکی ہیں۔

آدابُ الرَّسُول

یہ ایک خطبہ کا حاصل مطلب ہے جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک جمعہ میں عرصہ ہوا پڑھا تھا

(ایڈیٹر)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا الآیۃ

اس سورہ شریفہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کس طرح اُس شخص کا ادب کرنا چاہیے جو خدا تعالے کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آتا ہے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر محفل و مجلس کے لیے کچھ آداب اور مراتب ہوتے ہیں جو شخص ان آداب اور مراتب کی نگہداشت نہیں کرتا ہے اُسکو اس مجلس سے ذلیل اور خوار ہو کر الگ ہونا پڑتا ہے یا کم از کم یہ کہ وہ ان مفاد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو بصورت نگہداشت آداب ضرور یہ مل سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے علم اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں اُنھوں نے انسان کی روزمرہ کی ضروریات تک ادب لکھے ہیں اور بڑی بڑی بحثوں میں اُن پر طبع آزمائی کی ہے جیسے جسمانی نظام میں آداب اور مراتب کا ایک سلسلہ ہے اسی طرح پر روحانی نظام بھی اس سے خالی نہیں بلکہ اسمیں بڑی وسعت اسکو دی گئی ہے اور سچ پوچھو تو

خدا تعالیٰ کا راستہ ادب ہی ادب ہے

جس نے ادب اختیار کیا اپنی جان کو مرنا کیا اور اپنے تئیں لاشے محض سمجھا اس نے کچھ نہیں بہت کچھ پا لیا مگر جس نے اپنے تئیں سمجھا اُس نے کچھ بھی نہ پایا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ جسقدر گھمنڈ ہو اپنی ہمہ دانی یا فقہ یا منطق یا دیگر علوم آلیہ مادیہ پر ہوگا اسیقدر حرمان نصیب ہوگا۔ جب تک انسان اس طرح پر اپنے دل کو کرید اور کھود کر نہ دیکھلے جیسے ایک کنواں کھودنے والا کئی گز ون تک نیچے کھودتا ہوا چلا جاتا ہے تب پانی دیکھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر دل کو کھود کر اس خس و خاشاک کو دور نہیں کرتا جو تکبر اور انانیت کے رنگ میں اپر جمع ہوئے ہیں وہ اس مصفا چشمہ کو نہیں پا سکتا جو خدا سے آتا ہے۔

غرض

بات دور چلی جاتی ہے میرا اصل مطلب اور منشا یہ ہے کہ چونکہ ہم لوگوں کو خدا تعالے کے ایک **مامور** اور **مرسل** کے حضور بیٹھنے کا شرف ملا ہے اسلیے یہ ضروری امر ہے کہ اس **خدا نما مجلس** کے آداب سے ہم اول آگاہ ہوں جب تک ان آداب اور مراتب پر ہمیں نگاہ نہ ہو ہم سچا استفادہ نہیں کر سکتے۔

چونکہ

دل کی راہ ایک ایسی باریک راہ ہے کہ اسپر ہم کوئی پل نہیں بنا سکتے ان خارجی اسباب سے مدد نہیں لے سکتے جو ارضی راہوں کے صاف کرنے کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں جیسے انگریز دریا پر پل باندھ دیتے ہیں پہاڑوں کو کھود کر راہیں نکال دیتے ہیں وغیرہ

اس لیے

یہ ضروری امر ہے کہ آداب الرسول کے متعلق ہم اپنی تراشیدہ باتوں پر ناز اور فخر نہ کریں بلکہ ہمیں وہ راہ اختیار کریں جو مولا کریم نے اپنی کتاب کے ذریعہ ہمیں بتائی ہے۔ یہ بڑی غلطی ہوگی اگر ہم اپنی محدود جگہ جگہ پر ٹھوکر کھانے والی عقل و دانش پر ناز کریں ایک طرف خدا کا مصلح خدا نے جس کے سینہ کو چاک کرکے ہر ایک قسم کی آلایش سے پاک کیا اور جس کے دل کو اپنا عرش بنایا اور خود اُس میں سکونت اختیار کی دوسری طرف غلطی پر غلطی کھانے والا قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والا پر جوش درست رائے نہ رکھنے والا انسان ان دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پھر اگر وہ اپنی عقل پر بھروسہ کرکے ایسے مطہر و مزکی انسان کی کسی حرکت اور معاشرت پر مثلاً نماز میں جلدی کرنے یا دیر کرنے یا جمع کرنے یا اور اسی قسم کی کسی بات پر نکتہ چینی اور اعتراض کرے تو فی الفور مارا گیا۔

ان

ساری لغزشوں اور ٹھوکروں سے بچنے کے لیے آداب الرسول کا علم ہونا ضروری ہے۔ خدا نے بڑا فضل اور رحم کیا کہ مسلمانوں پر کہ اپنی طرف سے ان کو ہر کسی ایجاد کی ضرورت نہیں۔ یہ کامل کتاب بجائے خود تمام ضرورتوں کی کفیل ہے اس سورہ شریفہ میں جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے اس عقیدہ کو بخوبی حل کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ہر قصر کی راہ کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی دروازہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول نمونہ ہیں اور پھر آپ کے بعد آپ کی گدی پر بیٹھنے والا خدا کا **مامور و مرسل** جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مخاطب احمد محمد مہدی عیسیٰ موسیٰ ابراہیم داؤد کا مصداق اور انبیاء علیہم السلام کا خلاصہ

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غرض

خدا تعالے ان آیات میں مومنوں کو یوں مخاطب کرکے فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون۔ ان الذین

یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ و اجر عظیم

ایمان والو! اللہ و رسول کے آگے مت بڑھو (تمھاری ہستی ہی کیا ہے؟ اس کا بچاؤ کرو ایسا نہ ہو غضب آجاوے) اسلیے تقویٰ اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اللہ سنتا اور جانتا ہے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو مت بڑھاؤ اور اسکو ایسے طریق اور لب و لہجہ سے نہ پکارو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (یاد رکھو جب تک ہر ایک بات میں عظمت بزرگی اور ہیبت نہ ہوگی اس کی سچی پیروی کی توفیق نہیں ملیگی) اور اندیشہ ہے کہ تمھارے اعمال نیست و نابود ہو جائیں اور تمھیں خبر تک بھی نہ ہو۔ وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازوں کو نیچا کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالےٰ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے اور ان کے لیے مغفرۃ اور بڑے بڑے اجر ہیں۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھنے والوں کو ان آداب اور مراتب سے آگاہ کیا ہے جنپر کاربند ہو کر وہ تقویٰ کی راہیں سیکھ سکتی ہیں قبولیت دعا کی حالت حاصل کر سکتے ہیں علوم حقہ کے وارث ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس سے مغفرت اور اجر عظیم حاصل ہو۔ اور اعمال حبط ہونے سے بچ جائیں۔

اور یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اگر ان آداب اور مراتب کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو وہ دکھ دینے والا خوفناک اثر یا نتیجہ پیدا ہوگا کہ اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

قرآن شریف نے جو یہ آداب بتائے اور یہ مقدس تعلیم پیش کی اور اسکے نتائج بتائے یہ صرف خیالی اور فرضی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ اصلی و اصح اور یقینی امور ہیں جو ایک تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔

جو لوگ عرب اور اہل عرب کی تاریخ سے مذاق اور دلچسپی رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ جنگ جو قوم وہ کسی کی بات نہ ماننے والے صحرانشین بدوی جو کل تمدن کو نوں سے الگ تھلگ رہتے تھے اور جو اپنی بات منوائے بغیر نہ ٹلتے تھے انھوں نے جب آداب اور مراتب کو ملحوظ رکھکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کیا ان کی حالت کیسی بدل گئی ان کی برائیاں نیکیوں سے تبدیل ہوئیں اور وہ جو متروک اور مہجور قوم کہلاتی تھی وہ نہ صرف دنیوی طور پر تہذیب و شائستگی کی استاد مانی گئی بلکہ اس کی فتوحات نے دنیا کو گھیر لیا اس کے علوم کا سکہ ان ممالک میں بیٹھا اور ان قوموں کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا جو آج اپنے خیال میں تہذیب اور شائستگی کے اعلیٰ مدارج پر اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔

غرض

عرب کی حالت کا بدل دینا اور وحشیوں کو انسان اور پھر با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بنا دینا اور دنیا کا اسکو تسلیم کر لینا ایک ایسا صحیح واقعہ ہے کہ اس کے ثبوت کے لیے ہمیں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں۔

نو

عرب کی حالت میں یہ تبدیلی محض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوئی اور ان آداب و مراتب کی نگہداشت سے جنکا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے اور جسکی تفسیر آج میں تمھیں سنا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انھوں نے یہاں تک ترقی کی اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور اتباع میں کچھ ایسے کھوئے گئے کہ لکھا ہے مکہ والوں کی طرف سے مدینہ منورہ میں ایک ایلچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اُس نے آکر دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپ کے اسقدر نزدیک ہیں کہ اگر کوئی چھینٹ پانی کی آپ کے ہاتھ سے گرتی ہے تو اسکو زمین پر گرنے نہیں دیتے اور جب کُلی یا تھوک پھینکتے ہیں تو لپک کر اُسے لے لیتے ہیں اور اپنے بدن پر مل لیتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ قریب تھا کہ باہم لڑ پڑتے آپکے وضو کے پانی پر صحابہ کے دل میں آپ کی عظمت اور محبت کا یہ مشاہدہ کر کے وہ حیران رہ گیا اور واپس اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار بھی دیکھے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا جو حال میں نے مشاہدہ کیا ہے اُس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ممکن نہیں وہ کسی کے مقابلہ میں ڈر جاویں اور ہار جاویں۔

جھوٹی تہذیب اور خیالی شائستگی کے دعویدار ممکن ہے کہ صحابہ کرام کے اس فعل پر اعتراض کریں کہ تھوک کیا اور بدن پر ملنا کیا مگر بات یہ ہے کہ سطحی خیالات والے الٰہیات سے ناواقف اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ تو اُن فدائیوں اور عاشقوں کا کام ہے جو فنا فی الرسول کا مقام حاصل کر چکے تھے وہ اس تھوک کو تھوک قرار نہیں دیتے اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے ایک قوی تعلق ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ میں ہو کر ایک موت اور ایک نئی زندگی پا لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کے نفس میں اُن کے لب و لہجہ میں اور آواز میں انکی ہر ایک بات میں اور ہر ادا میں ایک خاص قسم کا اقتدار اور برکت رکھدیتا ہے یہانتک وحدت شہودی کے طور پر نہ کہ وحدت وجودی کے طور پر یہ کہنا درست اور صحیح ہوتا ہے کہ وہ دم وہ لب و لہجہ وہ تھوک وغیرہ اُسکا نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے بعض مقامات سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا فرمایا **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ**

یا

جیسے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** ایسا ہی اور بہت سے مقامات سے یہ مضمون صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال

میری غرض اس بیان سے صرف یہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ **آداب الرسول** کی نگہداشت کرنے والوں کا عشق اور محبت اسدرجہ کمال تک پہنچ گیا تھا

اور حقیقت میں یہ ہے بھی سچ کہ جب تک مومن اس درجہ کو حاصل نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی محبت کمال تک نہ پہونچے وہ ان مراتب اور معارج کو حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سچا مومن ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس درجہ کی محبت کرے کہ نہ بیٹے کی وہ محبت باپ سے ہو اور نہ باپ کی وہ محبت بیٹے سے ہو۔

جب

مومن اس درجہ کو اپنے اندر محسوس کرے تو پھر وہ درجہ پاتا ہے جس کا نام قرآن کی اصطلاح میں

محبوب الٰہی

ہے جیسا کہ ابھی اوپر کی ایک آیت میں بیان کیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی انکو کہدو کہ اگر تم محبوب الٰہی ہونا چاہتے ہو یا اللہ سے محبت کرتے ہو پس تم میری (یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) اطاعت کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں دوست رکھے گا۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ

میری اطاعت تمہیں محبوب الٰہی بنادیگی

اور یہ نرا دعوی نہیں بلکہ اس کا ثبوت عرب کی تاریخ پڑھنے والے سے مخفی نہیں۔ یہ دور کی بات ہے میں تو اسوقت بھی ایک

ایک زندہ نمونہ

تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں جس نے بڑی بڑی تحدیاں کی ہیں اور بتایا ہے کہ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ محض

اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

سے حاصل کیا ہے۔ پھر چونکہ خدا تعالیٰ کے محبوب و مقرب اور مخذول و مردود الٰہی کے درمیان ایک بیّن فرق ہوتا ہے اسلیے وہ ان نشانات کو جو مقربان بارگاہ الٰہی کو ملتے ہیں اپنی صداقت کی دلیل ٹھیراتا ہے اور خدا کا محض فضل ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے

ان نشانات

کو دیکھا ہے اور ایک عالم نے دیکھا ہے

غرض

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع بہت ہی ضروری چیز ہے۔

مگر

میں ایک بڑی عرض گذاشت کروں گا۔ اگر یہ نہ بتاؤں کہ آپ کی اتباع کی تکمیل کیونکر ہو لی ہے اس کے لیے بھی خود قرآن شریف ہی نے فیصلہ کیا ہے چنانچہ اتباع کامل کے لیے خدا کی حکیم کتاب میں یوں ارشاد ہوا ہے فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی تیرے رب کی قسم مومن مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اخلاقی امور میں تجھے حاکم نہ بنائیں اور پھر بھی نہیں بلکہ تیرے قطعی فیصلے سے کوئی گھبراہٹ اور اٹک ان کے دلوں میں پیدا نہ ہو اور اس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اسپر عملدرآمد کریں یہ آیت ایک عظیم الشان ذریعہ ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا۔

قومی ترقی کے دلدادوں کے لیے اس آیت میں ایک قابل غور اصلاح کا گر بیان کیا گیا ہے اور اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے یعنی

وحدت ارادی

کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جب تک اس میں وحدت کی روح نفخ نہ ہو اور وحدت نہیں ہو سکتی جب تک وحدت ارادی سے سب گردنیں

ایک روحانی لیڈر

کے آگے جھک نہ جائیں

باقی آیندہ

باقیات صالحات

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء

کی شام کو جب کہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر احباب کے زمرہ میں تشریف فرما ہوئے تو باتوں ہی باتوں میں کچھ طبی تحقیقاتوں کا سلسلہ چل پڑا اور ان مغربی تجارب اور تحقیقاتوں کا ذکر ہونے لگا جو عمل جراحی کے متعلق یورپ و امریکہ والوں نے کی ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص منشی عبدالحق صاحب پٹیالوی نے اپنے ہاں اولاد نرینہ ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی اسپر حضرت اقدس امام عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مختصر سی لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز میں ادا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اسکو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہیے۔ کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گذر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشا کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھیگی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے

پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالےٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعوی ہی دعوی ہوگا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعوی میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اسکو

باقیات صالحات

کا مصداق کہیں۔

لیکن

اگر یہ خواہش صرف اس لیے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔

یاد رکھو کسی نیکی کو بھی اس لیے نہیں کرنا چاہیے کہ اس نیکی کے کرنے پر ثواب یا اجر ملے گا۔ کیونکہ اگر محض اس خیال پر نیکی کی جاوے تو وہ

ابتغاء لمرضات اللہ

نہیں ہو سکتی بلکہ اس ثواب کی خاطر ہوگی اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ اسے چھوڑ بیٹھے مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آوے اور ہم اسکو ایک روپیہ دیدیا کریں تو وہ بجائے خود یہی سمجھے گا کہ میرا جانا صرف روپیہ کے لیے ہے جس دن سے روپیہ نہ ملے اسی دن سے آنا چھوڑ دے گا۔

غرض

یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے اس سے بچنا چاہیے نیکی کو محض اس لیے کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل ہو قطع نظر اس کے کہ اس پر کوئی ثواب ہو یا نہ ہو۔ ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے جب کہ یہ وسوسہ اور وہم درمیان سے اٹھ جاوے اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

مگر نیکی کرنے والے کو اجر مد نظر نہیں رکھنا چاہیے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اسلیے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا۔ ٹھنڈی شربت ملیں گے یا تکلف کے کھانے ملیں گے تو وہ گویا ان اشیاء کے لیے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اسکو آرام پہونچاوے اور وہ پہونچاتا ہے لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اسکے لیے نقصان کا موجب ہے تو غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیے اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔

خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دیدی تھی یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیا دار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہونچکر ناموَر ہوں

غرض

جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو اس کی نسبت تو سعدی کا یہ فتوی ہی صحیح معلوم ہوتا ہے

کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف

پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور انکو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مد نظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو انکو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنے جرائم کی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اسکی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جا کر اسکو کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتے تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اسلیے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اسلیے کہ دنیا میں انکا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اسکی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کیجاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی

❁ **فٹ نوٹ** حضرت حجۃ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جس کام کے کرنیکا حکم دیا ہے اگر مجھے یہ بھی بتایا جاوے اور یقین کرایا جاوے کہ اس کام کے کرنے پر سخت سے سخت عذاب دیا جاویگا تب بھی میں اپنی روح میں کوئی لغزش نہیں پاتا کہ وہ اس کام کو چھوڑ دے کیونکہ محض عذاب یا ثواب میرے کام کی غرض نہیں ہے مجھے تو خدا تعالیٰ نے طبعی طور پر ایک جوش فطرت عطا کیا ہے جو اس کے احکام کی تعمیل کیطرف کشاں لیے جاتا ہے۔

ایڈیٹر

امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اسطرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما یعنی خدا تعالیٰ ہمکو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شئے پر مقدم کرنیوالے ہوں۔ اور آگے کھولکر کہا و اجعلنا للمتقین اماما اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

اس مضمون کی تقریر حضرت اقدس نے بیان فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم متقی ہوں اللہ پھر ہماری خواہش اولاد اس اصول پر ہو آمین

مراسلت بیعت

ایحدلکے پیارے امام زمان۔ علیک الصلوٰۃ والسلام مولوی ابو الحسن صاحب محدث کی بیعت حضور منظور فرما کر انکو مطلع فرماویں۔ یہ مولوی صاحب موصوف مولوی نذیر حسین دہلوی کے مشہور شاگرد اور پکے موحد اور ضلع ڈیرہ غازیخان کے علاقہ میں جلیل القدر عالم ہیں انھوں نے باتھ سے بیعت کا خط لکھکر روانہ حضور کیا ہے۔ مولوی عزیز بخش صاحب حیران ہیں اور ہمارے شہر میں دھوم مچ رہی ہے کہ مولانا مولوی ابو الحسن صاحب جیسے عالم جید اور محدث کامل بھی مرزا صاحب کے مرید ہوگئے بہت سے لوگوں کے دل ہل گئے مولوی صاحب ایسی مستعدی کیساتھ حضور سے بیعت ہوئے کہ اب صبح و شام انکا وعظ یہی ہے مولوی صاحب کا اصلی وطن سنگھڑ یعنی تونسہ ہے اب چند عرصہ سے بستی رندان علاقہ گورنا ہو ڈاکخانہ مانہ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان میں سکونت اختیار کی اجتک مولوی نذیر حسین کا دم بھرتے رہے اور آج بفضلہ حضور کے متبع نکلے اور سات دن وفات مسیح کا ثبوت اور حیات کا رد کرتے ہیں یہاں کے مولوی ملاں سب گھبرا رہے ہیں۔

الراقم عاجز عبد اللہ
مسافر

ان کے ساتھ تین اور شخصوں نے بیعت کی ہے انکی بیعت قبول ہو۔

مقلدوں اور غیر مقلدوں کی نسبت حضرت امام الائمہ حکم و عدل کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

از طرف

عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ پہونچا چونکہ حق میں تلخی کا ہونا ایک لازمی امر ہے مجھے اُمید نہیں کہ میرے اس جواب پر ہر ایک راضی ہو سکے ہمیں کیا شک ہے کہ مدار نجات و رضا اللہ کی حضرت باری عز اسمہٗ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ لیکن اس دوسری بات میں بھی کچھ شک نہیں کہ آج کل جو دو گروہ اس ملک میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک گروہ اہل حدیث یا موحد کہلاتے ہیں اور دوسرے گروہ اکثر حنفی یا شافعی وغیرہ ہیں اور دونوں گروہ اپنے تئیں اہل سنت سے موسوم کرتے ہیں انمیں سے ایک گروہ نے تفریط کی راہ لی اور دوسرے گروہ نے افراط کی اور اصل منشاء نبوی کو یہ دونوں گروہ اس تفریط و افراط اور غلو کی وجہ سے چھوڑ بیٹھے ہیں۔

تفریط کا طریق موحدین نے اختیار کیا ہے۔ اس گروہ نے ہر ایک طبقہ کے مسلمان اور ہر ایک مرتبہ کی عقل کو اسقدر آزادی دیدی ہے جس سے دین کو بہت نقصان پہونچ رہا ہے اور درحقیقت اسی آزادی سے فرقہ نیچریہ بھی پیدا ہو گیا ہے جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت سیدنا نبی علیہ السلام اور خدا کے پاک کلام کی باقی نہیں رہی۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون اور ایسا ہی حدیث نبوی میں بھی ہے کہ تم دیکھ لیا کرو کہ اپنے دین کو کس سے لیتے ہو پس یہ کیونکر ہو سکے کہ ہر ایک شخص جسکو ایک ذرہ حصہ تقویٰ کا بھی حاصل نہیں اور نہ وہ بصیرت اسکو عطا کی گئی ہے جو پاک لوگونکو دیجاتی ہے۔ وہ جسطرح چاہے قرآن کے معنی کرے اور جسطرح چاہے حدیث کے معنی کرے بلکہ وہ بلاشبہ ضلوا و اضلوا کا مصداق ہوگا۔ اگر یہی خدا تعالےٰ کا

یہی منشا تھا کہ تمام لوگونکو اسقدر آزادی دیجاوے تو پھر انبیا علیہم السلام کے بھیجنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے صرف آسمان سے بغیر توسط کسی انسان کے قرآن شریف نازل ہو سکتا تھا پس جبکہ یہ سلسلہ ہدایت الٰہی کا انسانی توسط کی شرع ہوا ہے۔ اور توسط اُن لوگونکا جو خدا سے آنکھیں پاتے ہیں اور خدا سے دل پاتے ہیں اور خدا سے ہدایت پاتے ہیں پس اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ طریق قیامت تک جاری رہیگا اسی کیطرف اشارہ وہ حدیث کرتی ہے جسمیں فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوگا۔ اور اسکی طرف یہ آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں نے اس دین کی محافظت اپنے ذمہ لی ہے۔ پس جبکہ خدا کے ذمہ اس دین کی محافظت ہے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محافظت کے بارہ میں جو قدیم قانون خدا کا ہے اسی طریق اور منہاج پر وہ دین اسلام کی محافظت کریگا و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور وہ طریق مجددین و مصلحین ہے غرض موحدین نے توحد سے زیادہ بیقیدی اور آزادی کا راستہ کھولدیا ہے بعض میں مشکوٰۃ یا بخاری یا مسلم جاہیے اور عربی خوانی کی استعداد۔ پھر ایسے شخص کو حسب رائے موحدین کسی امام کی ضرورت نہیں۔

اور فرقہ مقلدین اسقدر تقلید میں غرق ہیں کہ انکی تقلید بعض بت پرستی کے رنگ میں ہو گئی ہے۔ غیر معصوم لوگوں کے اقوال حضرت سیدنا رسول اللہ صلعم کے قول کے برابر سمجھے جاتے ہیں صدہا بدعات کو دین میں داخل کر لیا ہے قراءۃ فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر پر یوں چڑھتے ہیں جس طرح ہمارے ملک کے ہندو بانگ نماز پر۔ خوب جانتے ہیں کہ لا صلوٰۃ الا بالفاتحہ حدیث صحیح ہے اور قرآن کریم فاتحہ سے ہی شروع ہوا ہے مگر پھر اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے پس اس مقدمہ میں فیصلہ یہ ہے کہ اہل بصیرت اور معرفت اور تقویٰ و طہارت کے قول و فعل کی اس حد تک تقلید ضروری ہے جب تک کہ بدیہی معلوم ہو کہ اس شخص نے عمداً یا سہواً قرآن اور احادیث صحیحہ نبویہ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہر ایک نظر دقائق دین تک پہونچ نہیں سکتی لا یمسہ الا المطہرون مطہر کا دامن پکڑنا ضروری ہے مگر شاہی یہ شرط ہے کہ وہ شخص جسکی ان شرطوں سے تقلید کیجاوے زندہ ہوتا معضلات دین جو حال کا موجودہ زمانہ کے موافق پیش آویں اس سے حل کر سکیں اسکی طرف اشارہ حدیث من لم یعرف امام زمانہ الخ کرتی ہے۔ ہاں حنفی ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم یا انکے شاگردوں نے دین میں کوشش کی ہے جتی المقدور ان کوششوں سے فائدہ اُٹھانا چاہیے اور ان بزرگوں کے اجتہادات کو نیک ظن کے ساتھ دیکھنا چاہیے ان کا شکر کرنا چاہیے اور تعظیم اور نیکی کے ساتھ ان کو یاد

بقیہ مضمون وزیر احمد صاحب سید رحیم احمد صاحب الحکمی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

نمبر ۱۳ ۔ " اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا " (استثنا ۱۸ : ۱۸) اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا " دیکھیے ویسا ہی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں خدائے عزوجل فرماتا ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۔ " ترجمہ وہ نہیں بولتا ہے اپنے نفس کی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہے جو خدا کی طرف سے آئی ۔ غور سے قرآن شریف کو دیکھیے کہ اُس میں سوائے خدا کے کوئی متکلم نہیں " جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا " جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بلغ ما انزل الیک پہونچا دے جو کچھ تیری طرف اُتارا گیا ۔ اور اس کی تصدیق خدا نے اس طرح فرمائی ۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کمال کو پہنچایا اور اپنا فضل و نعمت تم پر تمام کیا ، اور راضی ہوا میں تمہارے لیے دین اسلام سے ۔ اور فرمایا و تمت کلمت ربک صدقا و عدلا اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی راستی اور انصاف کے رو سے ۔ بخلاف اس کے مسیح فرماتے ہیں (یوحنا ۱۶ : ۱۲ و ۱۳) میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں ۔ پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے ۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ سُنے گی سو کہے گی اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگی " پس اس آیت سے بھی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں نہ کہ مسیح

نمبر ۱۴ ۔ (استثنا ۱۸ : ۱۹ ۔) ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سُنے گا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا " اب یہاں ظاہر ہے کہ اس مواخذہ سے مواخذہ دنیاوی مراد ہے کیونکہ عاقبت کا مواخذہ تو ہر نبی کی نافرمانوں کے لیے عام ہے دوسرے موسیٰ کی مماثلت کے لیے چاہیے کہ موسیٰ کے نافرمانوں کی طرح اُس نبی کے نافرمانوں سے بھی دنیاوی مواخذہ کیا جاوے ۔ تو آپ ہی دیکھیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں سے کیسا کیسا بدلہ لیا گیا اور وہ کیسے نابود کیے گئے اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب الیم دنیا میں بھی اُن کے لیے خرابی ہے اور آخرت میں بھی عذاب سخت ہے ۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ یہودیوں نے انھیں مار ڈالا بقول عیسائیوں کے اور اُن کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا ۔ اور ایک مماثلت بھی یہاں ثابت ہوتی ہے کہ جب خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعون کو ہلاک کیا تو خدا کی حمد گائی گئی (خروج ۱۵ : ۱) اسی طرح جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا فرعون جو فرعون سے بھی کہیں بڑھکر مخالفت پر کھڑا ہوا تھا جنگ بدر میں تھا تب ہی ذلیل و خوار ہو کر مارا گیا کیوں ؟ اس لیے کہ اُس نے مثیل موسیٰ کی نہ سنی ۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی حمد ہے کہ اس اُمت کا فرعون مقتول ہوا ۔ وہ کون تھا ؟ ابو جہل ۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

پبلک ٹاک

برادرم بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک کڑیالہ کے بیٹے کا نام جس کے پیدا ہونے کی خبر الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں درج کی تھی حضور اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے محمد صدیق رکھا ہے ۔ خدا اس مولود کو مسعود بنائے اور صدق و صفا کا مرتبہ عطا کرے آمین

سید محمد خلیل الحسن صاحب ضلع مونگھیر سے حضرت اقدس مسیح موعود امام علیہ السلام سے خط و کتابت کرنے کے لیے حضور کا پتہ دریافت کرتے ہیں

حضرت اقدس بفضلہ تعالےٰ اسقدر شہرت یافتہ ہیں کہ اگر مسیح موعود بمقام قادیان بھی لکھا ہو تو خط پہونچ سکتا ہے بہت سے خطوط کے لفافوں پر صرف مسیح ہی لکھا ہوا ہوتا ہے اور قادیان نہیں ہوتا تب بھی وہ خطوط سیدھے پہونچ جاتے ہیں ۔ مگر ہم مزید اطمینان کے لیے لکھتے ہیں کہ عام خطوط پر حضرت اقدس کا پتہ اس طرح سے لکھنا چاہیے ۔

قادیان ۔ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ ملک پنجاب ۔

حضرت اقدس میرزا غلام صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ۔

اکثر احباب ڈاکٹر رحمت علی صاحب کا پتہ پوچھتے ہیں کوئی مستقل پتہ ہم نہیں بتا سکتے ڈاکٹر صاحب نے آسن سول ریلوے سٹیشن سے ہمیں خط لکھا ہے کلکتہ پہونچکر غالباً کوئی مستقل پتہ وہ دے سکیں ۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت اقدس مع جمیع ممبران خاندان بفضلہ تعالےٰ تندرست ہیں ۔ اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں ، جس قسم کے معارف اور حقائق آپ نے دعویٰ کی حقیت اور صداقت پر اس خطبہ میں لکھے جا رہے ہیں ان کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ ملے گی ، کل تائیدی ثبوت قرآن کریم سے دیے جا رہے ہیں اللھم اید امامنا و انصر امامنا

۲ ۔ دارالامان میں اس ہفتہ میں پشاور سے مولوی غلام حسن صاحب سب رجسترار اور منشی دہقان علی صاحب

ہوشیار پور سے منشی عبد الحکیم صاحب پٹیالہ سے منشی عبد الحق صاحب لودہیانہ سے میاں شہاب الدین صاحب اور سیالکوٹ سے چودھری مولا بخش صاحب ریو نیو کلرک اور منشی کریم الدین صاحب مدرس لاہور سے ڈاکٹر نور احمد صاحب اور جہلم سے مولانا مولوی برہان الدین صاحب مراد آباد سے مولوی عنایت اللہ صاحب تشریف لائے اور مولوی جان محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ڈسکہ کئی دن تک حضرت کی صحبت میں رہ کر واپس چلے گئے۔

۳۔ حضرت اقدس جمعہ کے سوا باقی ایام ہفتہ میں برابر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں راہ میں سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کی ڈائری سُنتے ہیں جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ ہر روز آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور حضرت اقدس کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے سید صاحب کے یہ تمام واقعات ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہونے کی تجویز کی گئی ہے جس کا اعلان الحکم میں ہو چکا ہے اس رسالہ کا نام واقعاتِ فقیر تجویز فرمایا ہے۔

عموماً سیر میں ان کشوف اور رویا کا ذکر ہوتا ہے حضرت اقدس نے ان کشوف کی بنا پر ... فرمایا کہ شاہ صاحب کو تو ایسے ہمارے تصدیق کے زنجیر پڑے ہوئے ہیں اور خدا کرے کہ اس قسم کے زنجیر سب کو پڑیں! ہم حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ انکا خاتمہ اسی ایمان پر ہوگا۔ غرض ان کشوف اور رویا پر بہت بڑی توجہ ہے اور ادہر حضرت اقدس کی اس توجہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بڑی مسرت کا اظہار ہوتا ہے جیسا شاہ صاحب کے تازہ کشوف سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو مولوی عبد الکریم صاحب نے طلبار مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک عام جلسہ میں (جو وعظ کے لیے ہر پیر کو مدرسہ میں منعقد ہوتا ہے) خطاب کر کے یا ایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون پر ایک لطیف وعظ فرمایا۔ جس میں انسان کی اس دنیا میں آنے کی علت غائی اور اس مقصد سے بکو روکنے والے محرکات اور جذبات کی تصویر مثال کے ذریعہ کھینچکر دکھائی اور بتایا کہ جسقدر انسان پاکیزگی اور روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے اور اس میں بالغ ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہ محرکات کم ہوتی جاتے ہیں۔ عبادت کے اصل مفہوم پر لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اس مقام پر افسوس ہے درج نہیں کر سکتے۔

۵۔ مولوی محمد حسین صاحب اول مدرس عربی و فارسی کے امرتسر چلے جانے کی وجہ سے انکی جگہ مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری جو حضرت اقدس کے ارشاد سے کشمیر میں تبلیغ کے لیے گئے ہوئے ہیں مقرر ہوئے۔

نئی تالیفات

۱۔ **خطبہ الہامیہ** کا حاشیہ حسب اطلاع سابق ابھی طبع ہو رہا ہے تاریخ اشاعت کی صحیح اطلاع سر دست نہیں دے سکتے۔

۲۔ کارخانہ اخبار الحکم میں ایک جدید **قاعدہ** بچوں کو آسانی کے ساتھ قرآن پڑھانے کے متعلق طبع کیا گیا ہے جو اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہوجائیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ وہ قاعدہ ہے جسپر حضرت صاحبزادہ شریف احمد صاحب حضرت اقدس کے تیسرے صاحبزادہ کو چھ مہینے میں پورا قرآن شریف پڑھا دینے میں تجربہ کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے از بس مفید ہے۔

۳۔ ازالہ اوہام چونکہ بالکل ختم ہو گیا ہے اس لیے اس کے طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کتاب کی طبع پر بہت خرچ آئے گا اس لیے سر دست صرف ۲۵۰ جلدیں طبع ہوں گی جو صاحب لینا چاہیں جلد اطلاع دیدیں

۴۔ قصائد عربیہ کا مجموعہ معہ ترجمہ مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی طبع کر رہی ہے

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی احمد بخش صاحب محرر کوٹھہ پٹیالہ نے ایک جدید خریدار کے لیے الحکم کا کل فائل طلب کیا۔ اور دو شخص اپنی درخواستوں پر خریدار ہوئے ہم اپنے معاونوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر پورا خیال کریں گے اور بہت جلد ہم کو توسیع اشاعت الحکم کے اجرا کا موقع دیں گے۔ الحکم کی مزید بہتری اور خوبی اسکی کثرت اشاعت پر موقوف ہے اور وہ خریداروں کی ہمت وسعی پر خدا کرے ہر ایک خریدار بجائے خود اس امر کو سوچے

۲۔ عام اطلاع کی خاطر لکھا جاتا ہے کہ اس سال کی اب صرف ایک ہی سہ ماہی باقی رہ گئی ہے اس لیے جن خریداروں کے ذمہ الحکم کا بقایا موجود ہے اس کا وصول ہو جانا اب از بس ضروری ہے اس لیے اگلی اشاعت سے ہم بقایا داروں کے نام وی پی بھیجکر بقایا وصول کریں گے۔ اب کسی صاحب کو واپس کرنے کا عذر باقی نہیں رہا اگر کسی کے حساب میں کوئی امر قابل غور ہو تو وہ وی پی پیکٹ کو امانت میں رکھکر دس دن یا اس سے بھی زیادہ ایام میں صاف کر سکتے ہیں۔ یہ اطلاع ہی آیندہ کے لیے کافی سمجھی جاوے گی کسی علحدہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع نہیں دی جاوے گی۔ اس سے پہلے جو لوگ وی پی واپس کر چکے ہیں حرجانہ وی پی انکے حساب میں درج کیا گیا ہے آیندہ وی پی میں وہ حرجانہ

مختلف واقعات

دخانی کارخانجات۔ ہندوستان میں آٹھ ہزار چھ سو ترانوے دخانی کارخانے جاری ہیں جن میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کام کرتے ہیں

روس میں قحط۔ روس میں پانچ لاکھ مربع میلوں میں قحط کی بہت سخت شکایت ہے۔ اس رقبہ میں ریلوے تو ہے۔ مگر قافلوں کی گذر کے قابل سڑکیں موجود نہیں ہیں لہذا قحط زدوں کو امداد پہونچنا مشکل ہے۔

مروجہ زبان۔ جزائر فلپائن میں فی الحال پانچ سال کے واسطے سرکاری عدالتوں کی زبان ہسپانی قرار دی گئی ہے۔ فی الفور انگریزی زبان کو مروج کرنا قرین مصلحت نہیں خیال کیا گیا

معذرت چینی وزیر نے جاپان میں بھی حاضر ہوکر معذرت پیش کی ہے۔ سے گذشتہ کدورتیں دور کرنی مدنظر ہیں۔

ولیعہد مصر کی تولید خدیو مصر کی بیگم صاحبہ اندنوں قسطنطنیہ میں ہیں جہاں ولیعہد مصر تولد ہوئے ہیں۔

ڈاکو کی گرفتاری بمبئی کا مشہور ڈاکو مسمی مالیہ ولد پالیہ المعروف راجہ پرتاب پور واقعہ ضلع خاندیش میں پکڑا گیا۔

تعلیمی اصلاح۔ ٹراونکور میں تعلیمی اصلاحیں کی گئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ طلباء گیارہ سالوں کی پڑھائی کے بعد امتحان انٹرنس میں داخل ہوسکیں گے اور تعلیم بذریعہ دیسی زبان دی جائے گی۔

مقدمہ بلوہ گیا کے مقدمہ بلوہ میں جن ہیں ملزموں کو عمر کی قید ہوئی تھی ان میں سے چار ملزم بری ہوئے چار کی سزا کم کی گئی۔ اور صرف ایک کی سزا بحال رہی۔

افسوس ہندوستان میں پانچ برس سے لے کر نو برس کے عمر کی لاکھ سولہ ہزار سات سو اکسٹھ منکوحہ لڑکیاں ہیں جنمیں سے ایک لاکھ ستر ہزار بیوگان ہیں

اپناٹک علاج۔ فرانس میں بعض لوگوں نے مسمریزم اور ہپناٹزم سے علاج کرنے کے مطب کھولے ہیں۔ علاج کے اس طریقہ میں بعض وقت حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ قدرت کا ایک اسرار انسان پر کھل گیا ہے۔ جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ فرانس کے قصبہ بیوس اولٹنی میں ایک عورت چار سال سے مرض اعصاب میں مبتلا تھی جس کا اسکو بار بار دورہ ہوتا تھا حتی کہ ایک سال سے صاحب فراش ہورہی تھی اور اسقدر نحیف اور لاغر ہوگئی تھی کہ اس کی شکل کو دیکھنے سے دہشت پیدا ہوتی تھی اور کھانا مطلق ہضم نہیں ہوتا تھا۔ آخرکار ڈاکٹر باریوڈ کر جو اس فن میں طاق تھے طلب کیے گیے انھوں نے ایک چمکدار گولہ اس عورت کے ہاتھ میں دیا۔ اور جب اس پر خواب کی حالت طاری ہوئی تو اسکو حسب ذیل احکام دیے۔ "میڈم تو ایک سال سے بستر سے نہیں اٹھ سکتی۔ اور نہ ہی تمکو کھانا ہضم ہوتا ہے لیکن آج میں تمکو حکم دیتا ہوں کہ دس منٹ کے اندر تم اٹھکے نیچے جاؤ۔ نیا لباس پہنو۔ اور اپنے گھروالوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ۔ اور کھانے کو ہضم کرو۔ تمہارا معدہ اسکو قبول کریگا تمہاری ہمشیرہ تمہارے ساتھ ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ ریل پر سوار ہوکر اسکو ملنے جاؤ۔ اور سٹیشن کو جاتے ہوئے راستہ میں مجھے ملتے جاؤ"۔ یہ کہکر ڈاکٹر اور مریضہ کا شوہر باہر چلے گئے اور عورت پانچ منٹ کے بعد بستر علالت سے اٹھی اور دس منٹ میں بغیر کسی سہارے کے بالاخانہ سے نیچے اتری۔ اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئی اور پھر ریل پر سوار ہوکر اپنی ہمشیرہ کو ملنے گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے چوبیس مرتبہ مریضہ پر یہ عمل کیا اور وہ بالکل تندرست ہوگئی۔

رسیدی ٹکٹ۔ ہندوستان کے تجارتی حلقوں میں اسبات پر زور دیا جاتا ہے کہ آیندہ رسیدوں پر ڈاک کے ٹکٹ چسپاں کرنے کی اجازت ملنی چاہیے جو ہر جگہ بآسانی دستیاب ہوسکتے ہیں۔

دیاسلائیاں اسوقت چار ملک ہندوستان کو دیاسلائیاں بہم پہونچاتے ہیں۔ یہ جاپان سویڈن۔ بلجیم۔ سٹریٹ سیٹلمنٹ ہیں جاپان سے دس لاکھ سے لیکر چودہ لاکھ روپیہ کی۔ اور سٹریٹ سیٹلمنٹ سے دس لاکھ روپیہ کی ڈبیاں آتی ہیں۔

کھجوروں کی کاشت مسٹر سڈنی پرسٹن چیف انجنیر پنجاب نے اس صوبہ کے مختلف نہاری حصوں میں عمدہ کھجوروں کے درخت لگانے کا تجربہ کیا ہے۔ مگر نتیجہ اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا۔ کیونکہ پھل پکنے سے پہلے ہی گر پڑتا ہے۔ نہر سرہند پر یہ درخت خوب پھولے ہیں۔ اور خوشنما دکھائی دیتے ہیں۔

معدنی پیداوار پنجاب کی رپورٹ معدنیات سے واضح ہوتا ہے کہ اضلاع جہلم اور راولپنڈی میں سونا تھوڑی سی مقدار میں ملتا ہے۔ لوہا۔ ضلع شملہ میں پایا جاتا ہے پچھلے سال مٹی کا تیل اضلاع راولپنڈی اور بنوں کی کانوں سے گیارہ سو چار گیلن نکلا ضلع جہلم میں کوئلہ کی تین کانوں میں سے ایک کان واقع بھالن والا بند کی گئی۔

سزائے قصاص گورہ فوج کے ایک سپاہی مسمی ڈرمنڈ کو اپنے ایک ساتھی مسمی ڈیوان کارپول کو ہلاک کرنے کے جرم میں ہائی کورٹ الہ آباد نے پھانسی کی سزا دی۔

اخبارات کو آزادی شہنشاہ روس نے ایک فرمان جاری کیا ہے جسکی رو سے اخبارات کو بہت پابندیوں سے رہائی دیگئی ہے جو شاہ الگزنڈر دوم کی ہلاکت کے وقت اُنپر عاید کی گئی تھیں۔ یہ ایک بہت

بھاری ترقی ہے جس کی اس ملک میں بہت ضرورت تھی۔

وزارت میں تبدیلی۔ ایک فرانسیسی اخبار نے مشہور کیا ہے کہ ٹرکش وزیر اعظم رفعت پاشا نے بوجہ پیرانہ سالی دو دفعہ سلطان المعظم کی خدمت میں استعفا بھیجا تھا جو دونوں دفعہ نامنظور ہوا تھا۔ تاہم خیال ہے کہ ٹرکش وزارت میں عنقریب انقلاب پیدا ہونیوالا ہے

چندہ حجاز ریلوے۔ حضور نظام بوجہ طاعون حسب معمول اپنے خرچ سے حاجیوں کو حج کے واسطے روانہ نکر سکے اسطرح جو رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی بچی وہ حجاز ریلوے کی فنڈ میں شامل کرنے کے واسطے چیف کمیٹی کے پاس بھیجی گئی ہے

جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست ارجنٹائن واقعہ جنوبی افریقہ کے ترکوں نے سلطنت عثمانیہ سے درخواست کی ہے کہ ان کے مفاد کے واسطے اس علاقہ میں ایک ٹرکش کونسل مقرر کی جائے۔

امیر صاحب کا وظیفہ۔ امیر صاحب کابل کو جو چھ بیس لاکھ سالانہ وظیفہ برٹش گورنمنٹ سے ملتا ہے۔ اس کی نسبت اخبار انگلش میں لکھتا ہے کہ ہز ہائنس اس رقم کو ہمیشہ ہندوستان میں رہنے دیتے ہیں اور جو سامان ہندوستان یا ولایت سے خرید کرتے ہیں اس میں خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ یکم اپریل سے لیکر اسوقت تک چودہ لاکھ کے چیک وصول ہو چکے ہیں اب کوئی بہت بڑی رقم باقی جمع نہیں رہی

چینیوں کی حماقت رسالہ انڈین میڈیکل غزٹ میں میجر ٹامسن صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ پیکین کے شفاخانہ میں انچارج تھے ایک قلی ہسپتال میں لایا گیا جس کا پاؤں ایک بہت بھاری شہتیر کے گرنے سے کچل گیا تھا۔ اور وہ عملی جراحی سے بڑی کامیابی کے ساتھ کاٹا گیا تھا۔ اور مریض کو بہت جلد آرام ہو رہا تھا اور عنقریب ہسپتال سے نکلنے کو تھا کہ ایک دن اتفاق سے اس کی ماں ہسپتال میں لئی اور اسکو ایسا کھانا کھلا گئی کہ یہ بیچارہ چند منٹ میں چل بسا۔ بچا ہوا کھانا کتے کے آگے پھینکا گیا وہ بھی وہیں چت ہوا۔ جس سے قیاس پیدا ہوا کہ کھانے میں سنکھیا ملایا گیا ہوگا۔ اور جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کو اس لیے ہلاک کر گئی کہ چینیوں کے عقیدہ کے مطابق لنگڑے آدمی بہشت میں نہیں جا سکتے

خدا کی قدرت پچھلے دنوں ہانگ کانگ میں آتشزدگی سے بہت جانیں ضائع ہوئیں تھیں اور چند مکان منہدم اور مسمار کرنے پڑے تھے آخر کئی روز تک ملبہ صاف ہوتا رہا تو نیچے سے ایک چینی لڑکا برآمد ہوا جو درزیوں کے کارخانہ میں کام سیکھا تھا۔ یہ پانچ دن اور رات مٹی میں دبا رہا اور اسکو مطلق کوئی چوٹ نہیں لگی تھی اور مارے بھوک کے سخت بیتاب تھا۔ مگر جان نہ نکلی۔ حالانکہ پاس سے کچھ فاصلہ پر چند لاشیں پڑی ہیں جن کی بدبو سے کلیجہ منہ کو آتا تھا اور پاس ہی ایک گیس پائپ کے پھٹنے سے دم بند کرنے والی بھاپ نکل رہی تھی

روانگی افریقہ نقلبندیوں اور سلوتریوں کا دوسرا دستہ حال میں بمبئی سے جنوبی افریقہ کو روانہ ہوا۔ نوشہرہ جہاز میں جو ان کو لیگیا ہے ایک کوٹ دفعدار آٹھ وٹرنری اسسٹنٹ تئیس سوار سلوتری اور پچیس شاگرد پیشہ نقلبند سوار تھے۔

چاقو رکھنے کی ممانعت آسٹریا میں چاقو لے کر باہر نکلنا قانوناً منع ہے تمام شراب خانوں کے چاقو کند کر دئے جاتے ہیں تاکہ کوئی بحالت نشہ نشے نقصان نہ پہونچا سکے

تمباکو کی پیدا وار دنیا میں نوے لاکھ ایکڑ زمین پر تمباکو بویا جاتا ہے جس سے ہر سال ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن تمباکو پیدا ہوتا ہے۔

توبہ۔ نیوجرسی میں ایک درزی کا ساڑھے تین سالہ بچہ ایک من سینتیس سیر وزن میں ہے۔

نئی تحقیقات بیاہے ہوئے لوگ بہ نسبت کنواروں کے زیادہ مجرم پائے جاتے ہیں۔

سمجھدار کتا ولایت کے ویسٹ منسٹر گزٹ کے نامہ نگار کا کتا نہایت ہی سمجھدار ہے یہ ہر ہفتہ اپنے مالک کے مضمون دفتر ویسٹ منسٹر میں پہونچاتا ہے اور اخبار مذکور کی کاپی منہ میں دبا کر اپنے مالک کے پاس لے آیا کرتا ہے۔ اور جب دفتر والے دل لگی سے کوئی دوسرا اخبار اس کے منہ میں دیتے ہیں تو یہ پھینک کر خفیں ہو جاتا ہے۔

شاہی محل شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے حسب ذیل شاہی محل ہیں۔ بکنگھم پیلس۔ سینٹ جیمس پیلس۔ ونڈسر کیسل۔ ہمپٹن پیلس۔ آسبورن ہیڈ سکیم کیسل اور ہولی روڈ پیلس۔

عظیم کارخانہ شکر فیلیڈلفیا واقعہ امریکہ میں ایک کمپنی سٹر کلاس اسپر کلس نے کارخانہ شکر قائم کیا ہوا ہے جس میں دو ہزار سے زیادہ آدمی کام کرتے ہیں

شملہ سے اترائی حضور ویسرائے ۲۸۔ اکتوبر کو شملہ سے نہضت فرما ہو کر ۱۴ دسمبر کو رونق افروز کلکتہ ہوں گے۔

سرقہ کا پتہ لکھنؤ اور امرتسر کے مابین قیمتی پارسلوں کی چوری کا پتہ مل گیا ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کا ایک ملازم گرفتار کیا گیا ہے جس نے لمبی چوڑی سازشوں کا سراغ بتایا ہے زیر بحث پارسلوں سے چاندی نکالی گئی تھی۔

شکر ہے ہانگ کانگ اور قسطنطنیہ طاعون سے پاک صاف قرار دیے گئے ہیں

یادگاری فنڈ سر جسٹس رینڈ کی یادگار کے واسطے بمبئی میں جو فنڈ جمع ہو رہا ہے اب اس کی تعداد دس ہزار روپیہ سے بڑھ گئی ہے۔

قادیان مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا